

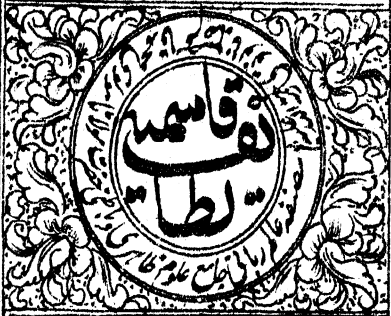
UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232085

UNIVERSAL
LIBRARY

میرزا علی نقی فی الدین

احمد زید المذنب مکتوبات صحیح احسان علیہ السلام



قرآن و تفسیر و تفہیم سے سب سے زیادہ جامع و مفید ہے۔
سب سے زیادہ سہل و آسان ہے۔

بقلم مراد آباد

المطبع و ناشر
میرزا علی نقی فی الدین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنا جاوے گا کہ قاضی الحاجات مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ابھی غرق دریا گناہم جواب مقصود عصیان شد نمیدم چرا محروم ماندم دلہم از نقش باطل پاک فرما در غم را بعشق خوشتر سوز اگر نالایق قدرت تو دار بسے بگذر شہ شامانہ مرا دم	توسیدانی خود ہستی تو ام گناہم موجب جان شد ہمیں بچھین مقصوم ماندم براد خود مرا چالاک فرما تیر درد خود جان لم دوز کہ غایب از جانم بر آری سیدم ساشام بد گاہت	گناہ جید در بار بستم آن رحمت کہ دو عام کرد گدا خود را تر اسلطا جوڑ بلکش از اندر غم الفت غیر دلہم را محو یاد خویش گردان گناہم را اگر دیدی نگہم بچشم لطف اکلم تو بر سر	ہزاران بار تو بہ نام شستم جہا نرا دعوت اسلام کرد بر گاہ تو امی حمان پیغم بشوار من ہو اکعبہ دیر مرا حسب خویش گردان بغفو فضل خود اتنی عام بحال قاسم چاہہ بنگر
--	---	--	---

مکتوب اول بنام مولوی محمد صدیق صاحب مراد آبادی
در اثبات حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سر ایا عنایت سلامت۔ السلام علیکم کل جو آپکا عنایت نامہ پہنچا کیفیت مند رہے کہ وہ کلمہ
طبیعت بہت گہرائی ہنوز اور تحریر و تصنیف ان فراغت نہونی تو کہ ایک اور پر
آن پری تفسیر لکھوں تو کہانتاک لکھوں یہ بحث ایک دریا سی ناپید کنایت
اور اختصار کی تو کہانتاک دریا کو گوزہ میں لانا دیکھنا اسلے فقط عقیدہ دل سے
آگاہ کئے دیتا ہوں اس ضمن میں کسی دلیل یا مثال کی طرف بھی

اشاره موجبات تو موجبات این بیار کرام کو نہیں حساب دنیاوی و تعلق کو
 اعتبار زندہ بچتا ہوں یہ نہیں کہ مثل شہد اسان ابدان کو چھوڑ کر اور ابدان تعلق موجبات
 یہی معلوم ہوتی کہ شہد کمال میں میراث ہوتی اور ایثار کرام علیہم السلام کمال میں
 میراث جاری ہوتی حالانکہ جو صبیحہ اللہ فی اولاد کہ لدا کہ مثل حظ الاثین
 سب عام و عموم ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد کی ازواج کو بعد از موت
 کساح کی اجازت ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی شان میں حکم آیا
 ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہا ابداً حالانکہ عموم و اصل لکم ما و سراء
 ذلک کہ جس سولت غیرت کو فارغ العتدہ بچہ میں آتی ہو اور عموم و الذین یتوفون
 متکون و یدفنون ازواجہ من بعدہم و رعیت ازواج کو اجازت کساح نظر
 آتی ہو اگر مخالف ہو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ نامی اگر شہد راہنہ ابدان کے
 بسا ہی ہو تو تو بہر او نکاح تو میں تو موجبات بہت موانع تو موجبات و مظلوموں کو محض ہونگی
 برابر ہوتا نہ مال میں میراث چل سکتی نہ ازواج کو کساح کی اجازت ہوتی ورنہ اس حساب تو ہم
 مردہ دل ہی چہی ہتھو جو زندگانی موت سے بدتر ہے کیونکہ اس نام کی زندگانی پر ہمارے کو توبہ
 انعام کہ نہ مال میں کوئی تصرف کر سکتے نہ ازواج کی طہارت کوئی نظر بہر کر دیکھ کر اور وہ اس حیات
 کامل پر ہی دولت عزت و محروم ہو کر جو نہ کہ یہاں کے سوال ہمیں کو ابدان کو شکست
 بخینے کہ کو ہمیں اور یہاں کے ازواج ہمیں ابدان کی شرکی تخم ریزی کیلئے مصلحت ہے کہ
 حشر لکھتے ہیں میں تو نہ انکساک تعلق روح کو انہ متعقبات سے کیا تعلق ہے کہ
 بلکہ جو گھوڑا سواری کر لے اور گھوڑا اس اند گھوڑا کی لہو اور گھوڑا نہ تو بہر گھوڑا نہ سو ہی کہ
 مطلب نہیں تھا ایسا ہی ابدان و اج کو کاروبار کو لے لیا کہ او کامرکب او ایسی سواری
 او اموال و ازواج ابدان کو لے اور ابدان نہیں تو بہر ان سو ہی مطلب نہ سیکاس لے

شهدار که اموال و ازواج میں ہی بوجہ انفکاک تعلق مذکور اور ذکو بطور مناسب اجازت
 ہوگی اور یوں ہی بیکار زنی و دیگر سنگدان جیسے یہاں کہاں دانہ کی طلب اور اس کے تعلق
 ملی اس بات پر شہادہ ہوتا ہے کہ طالب اور صاحب تعلق کو گہر پر گہوڑا وغیرہ کہاں کہتا ہے
 کوئی جانور ہوگا ایسا ہی اموال و ازواج سے تعلق اس بات پر شہادہ ہو سکتا ہے کہ صاحب
 تعلق کو ایسا زبان سے تعلق سے اس تقریر مختصر سے مفید تو بشرط فہم و انصاف خواہ مخواہ ہون
 آہی جانتا ہے کہ انبیاء کو اسم کو اپنی زبان سے اس قسم کا تعلق اب بھی ہوگا جس قسم کا پہلے ہوا
 ہی نہیں کہ جس طرح اس کی اپنی وطن کو یاد کرے اور اس فاصلہ پر رہ سکتا ہے ہون تو اس کو کہہ
 جس نہیں ہوتی ایسی ہی انبیاء کی ارواح کو بھی مثل دیگر اموات اپنی زبان سے ایک تعلق یاد گاری
 محبت سے ہوگا چونکہ اور زبان سے محبت نہ ہتی تو تعلق یاد گاری ہی نہیں ایسا ہی تعلق ہوتا
 تو احکام ہی جیسا ہوتی زبان یوں کہ تو خیر کہ خدا کو حکم محض پوچھ اور جو حکم ہوتی میں
 سگر چونکہ آپ سے ہی امید ہے کہ خداوند علیم و حکیم کو حکیم ہی سمجھتی ہوئی اسلئے یہ ہی امید ہے
 کہ بدلاتہ حکم مذکور انبیاء کو ابدان دنیا کو حساب سے زندہ سمجھیں گے جب ہدایت کُل
 نَفْسٍ ذَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَاكِنَاتٍ مَّيْتٍ وَاَنَّهُمْ صَيُّوْنَ تَمَامِ اَنْبِيَاءِ كَرَامٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
 خاص کہ حضرت سرور انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت موت کا بھی اعتقاد ضرور ہے
 سگر اس وقت میں یہ اجتماع موت حیات ایسا ہوگا جیسا وقت حرکت کشتی جانشین کشتی کا
 حرکت سکون جیسا یہاں سکون اصلی ہو اور حرکت عرضی ایسی ہی وہاں ہی حیات اصلی اور
 موت عرضی ہوگی اسلئے استمرار ہی اگر تسلیم کر لیا جائے تو کچھ مخالف مطلب کا کیوں کہ حیات
 پر بھی موجود ہے یا جیسا آب گرم میں اجتماع حرارت و برودت حرارت کو تلو دلیل کیا گیا
 وہ خود شہود محسوس ہی ان برودت کی دلیل بھی اگر برودت ہوتی تو آگ کو کیوں نہ کہہ سکتا
 آگ کہ جھاڑوں کی بھی حسنی میں کہ مادہ حرارت کو کہہ دیا اور نیست نہا بود لدا میگردد طائر سے

که خداوند بجز خدا و عالم باب و کسی سبب و باطل او نیست و بنا بود چنین که سستی سگر
 بیستی تسلیم کرنا ضروری که وقت موت حیات اندک او کرام علیکم السلام او بیستی شدید سو جا
 کیونکه حب حیات اصلی اس صورت میں کبھی قبر میں نہا کبھی آسمان بر نظر آنا ایسا سو گا
 جیسا حالت حیات سابقہ میں کبھی میں پر نہا کبھی بوجہ عراج آسمان بر جلا جانا زیر پرده
 موت عرضی ستور ہوئی تو یہ ایسی صورت ہو جائیگی جیسو فرض کبھی چراغ کو کطف گلی
 میں کہہ کر سرور پیش کہد کبھی صبر بیان تمام شعبا میں باہر سو سٹ کر او میں ظرف میں آجانی میں کہ
 خود حلقہ چراغ میں سما جاؤ میں جس سو وہ اشدا و اشار الیہ نمایان ہو جائتا ہی سیوی یہاں ہی
 خیال فرمایا کبھی اس صورت میں موت انبیا کرام او موت عموم ایسا فرق ہو گا جیسا
 چراغ کی ظرف گلی میں ستور ہو جاوے اور گل مجازی میں قیو یہاں صبر باعتبار مکان الیہ ہو تو
 صورتوں میں ابرو پر اثر افوق ہو کہ باعتبار اصل اتنا پہاڑ نہا ایسا ہی یہاں ہی سمجھ لیمو اور
 شاید ہی جیسی کہ انک صیبت جلا کما اور انک صیبتون جدا فرمایا مثل شتم انکم نیوم
 القیامتہ جو اگلا جملہ ہم سب کو شامل کر کے انکم صیبتون نفرمایا کہ کسی حقیر انتب موت کو طوط
 اشارہ باقی ہو باجمہ حیات حال انبیا کا مثل حیات سابق ہونا اور پیدوس سو اشدا اور
 اعلیٰ ہونا یوں ظاہر ہو کہ مماثلہ توفی تعلق الابدان الہ دنیا ویو یہ نہیں کہ مثل شہدا
 تبدیل ابدان کو کبھی سو اور شدنی یوں ظاہر ہو کہ بوجہ جلاطہ ضد حوام سو موت کبھی تمام صبر
 حیات جو مثل شعاع شمس قمر اطراف بدن اور اس سو باہر تک بیو افعال جانانا ہتا
 سمٹ کر داخل بدن کی طرف جلا آ یا سمجھ لیمو کہ تو یہ کافی ہو پارس سلامت کو
 لحاظ کا سا تو او بیستی شاید ہو جاتی ہو میں احادیث اور کچھ ع کر کچھ سو قدیم ورتین
 جو یہ تحقیق کبھی کہ کون سو حدیث صحیح سو اور کون سو ضعیف بر پسر سو جبکہ ان باتوں کی
 خبر کرموتی ہو کیونکہ یہ باتیں کتابوں سو متعلق میں اور اب خود عباتی میں کہ جس سو

سیاهی در تیار مود بین ایسای بی جا بل عالم بی کتاب هر بی باین آپ خود حضرت
 شیخ کی تصانیف و کمال لین مگر ایسایا دژ تیا هر که اکثر احادیث باب حیات ضعیف
 زیاده کی اعرض کرون بان اتنا عرض کمر دیتا مون که گو عقیده تو بهی هو اورین تا مون
 انشا الله تعالی ایسای بهی گامگر اس عقیده کو عقائد ضروریه بین و نهین بجهتانه تعلیم الیه
 بانو بی کر تا مون منکر و دوست و گریبان تا مون خود کسی و کتا نهین بهتر تا کوئی بوچتا اور
 اندیشه فساد نهین تا تو اظهارین رع بهی نهین کر تا آپ بهی اس امر کو ملحوظ رکهین تو بهنتر فقط

مکتوب دوم در اثبات تراویح بدلائل عقلی و براین نقلی

کترین انام محمد قاسم نام که سپیدانی شعار است و طاعه نفسانی کار او بجزرت محمود بکار
 اخلاق عبدالرحیم خان صاحب ام اخلاقه کسلام سنون عرض کرده عرض بردارست
 گزاشته نامی که بنام احقر به نشان سیرتبه ارسال فرموده بودند از میرٹھه به نانوته و از نانوته
 بگنگوه و از گنگوه برامپورنده زردم در او از شوال رسیده منونم گردانید نظر بر ایتها ساسی
 در امور وینیه و آنهم چندانکه در فضائل اعمال لائل بچنین باید و دلالت بچنین چندانکه
 بر خود نفرینها کرد که هنوز گرفتار هو او هوس و بر دم بچکم مساله کار ایندم بدم می افکنم
 همان قدر بر آنجناب آفرینها خواندم و گفتم که چون در فضائل اعمال اینقدر ایتهاست
 و این سارقه در دیگر اعمال عالیله از فرائض و سنن سو که چه قدر ذخیرهای عمد بهم آورده
 باشد جزا کم الله خیر الجزا از زماندم خیال جویش غمزم را می گنجت و پاس بر لبم می
 اما بالاسرے حاصل طبع زا که با شماع عاوانه اشتر از بعض طار تان دریافته باشند
 پشانی روزگار که هر روز از جای بجای میرفتیم و هجوم کار کار جو بر کار می شستم نیز وضعتند که
 به بچو اشغال غیر ضروریه پردازم با اینهمه بدین سیاق و سباق نامه ساسی و مطالعه دلائل

و مقاصد گرامی ندانم غلط است یا راست از شرط طرف بود تعصب و تمسق شنیدم و بطاهر
 این کار جناب نیست کمی دیگر است که در ریاضه نام جناب رین میدان کورانده رفیق فرموده
 امام ابن ملاح را با بدعایش چه سانس آری اگر اثبات احکام بنمحصر در صحاح بود می توان گفت
 که فلان حدیث اثبات تراویح نمی توان کرد آری اثبات مطالب بقدر ثبوت دلایل میباشد
 صحاح بقدر ثبوت خود و ضعاف بقدر ثبوت خود اثبات مطالب بیکم مفرغ حسب متفوع
 و دلائل مطالب متنوعه ثبوت میرسد از متواترات عقاید ضروریه مثل توحید و رسالت و حقیقت
 کلام الله ثابت می توان کرد و از احاد صحاح این کاری برآید و از احاد و وجوب اعمال و
 تا که سنن باید گرفت از ضعاف این کار نباید گرفت این فرق از کجا خاشته از تفاوت است
 خاشته و زنه نفس حدیث و اضافه نبوی همین خواهد که هر دو را بیک پایه باید سنجید مگر ظاهر است
 که احادیث ضعیف نه چنان ثابت اند که منسک صحاح و حسان گردند نه چنان باطل که منسک
 موضوعات شوند پس لاجرم مرتبه آنها با اعتبار ثبوت و عدم ثبوت فیما بین صحاح و بلکه
 حسان و موضوعات خواهند بودند مثل موضوعات که سر سر باطل اند و بوی از ثبوت نشده
 بیکار برمانند حسان و صحاح و متواترات در کار اثبات بر کار اند نیز صورت ثبوت فضائل اعمال
 که از مطایف حسان و صحاح و متواترات فرورفتند از ضعاف چه مستبعد و ظاهر است که
 و صورت ترک اعتقاد فقها به ثبوت تا که تراویح معلوم رتبه اش از فضائل نمی فرزند پس
 اگر حدیث نسبت تراویح ضعیف باشد ظاهر برشان راجه باک در فکر او اگر جگر خون
 کنند کنند مدعیان تا که کنند بان اگر تعارض فرعون کسانیکه درین زمانه درین باره عموفا
 کرده اند و گویند که حدیث بست یا حدیث یازده متعارض است میرسد شود البته ترک
 بست و اختیار یازده خیلو بجا بود و گوید در آنم گنجایش گفتگی های دیگر باشد و بیشتر از اثبات
 تعارض از برهمنی مله و برهمنی کلمه الاسلام چه سود باقی ماند اینکه جناب ضعیفی تآب صلی الله

تعالی علیه آله و سلم در رمضان و غیر رمضان همی یازده راجعا آورده اند چنانچه از حضرت عائشه
 مرویت با آنکه حضرت رسول اکرم صلی الله تعالی علیه آله و سلم در لیالی سه گانه همی یازده خوانند
 چنانچه از جابر مرویت این حدیث گویند ظاهر با حدیثیست که مرفوع است بنظر ظاهر
 متعارض نماید اما در حقیقت حکم متعارض خالی از جهل یا عناد نیست اول تراویح را از تجمید
 باید گفت بعد از آن تطبیق تعارض عزم باید کرد اگر گویند که تراویح مثل صلوة او این که بعد
 مغرب بخوانند و نوافل عشاء که در پیش و پیش آن خوانده می شوند نوع دیگر و تجمید نوع دیگر
 و هر دو حدیث مذکور باره تجمید است خود ظاهر است که اعتراض تعارض بکسی خواهد رفت باز
 چون با اتصال تراویح با عشاء را در آن در اول شب و اذاترا تراویح عشاء را که در اول شب
 اعمال کثیره بمیان می آیند و او کردن آن در آخر شب نظر افنگیم این اموجه می یابیم سهندا
 و تجمید روایات کثیره از حضرت عائشه مرویت هم از بعض صحابه با تواتر بعض از آن صحیحین
 و بعض در کتب دیگر از صحاح سنت منقول است چنانچه خوانندگان حدیث همه میدانند پس
 هر چه ملازمان جناب منشی سامی جواب آن خوانند و او ازین تعارض هم همان را قبول کنند
 با بحلیه چنانچه حمل بر تند و واقع احادیث بخاری و سلم را موافق با هم توان کرد حدیث
 است که گفت و یازده گفت را نیز با هم متعاقب باید ساخت ازین صورت منصف شد
 است در انتقال منطوق آن مانع نخواهند شد بان اگر امام ابن صلاح لیاققت قبول قوال
 از نصوص قطعیه هم رسانیده اند و کلام الله یا حدیث با اتباع او شان خوانده و دیگر علماء
 اصول و فقه را این منصب بهم رسیده ما را گنجایش عرض محروض خویش نیست و اگر آنست
 امام مهول حدیث با منشی تصوریده اند که درین فن یکتا روزگار و مرد این میدان این
 بودند و باره محافظه الفاظ حدیث هر قاعده که بنیاد نهند چشم نهادنی است و بر اسی
 که روند قابل گام کشادنی است ما را سلم مگر او شان را اگر در محافظه الفاظ حدیث

که لغرض محافظت سمائی بقصود است چنانچه جمله فی مبلغ الشاهد الغایب یا جمله
 قرب مبلغ اوعی من سامع پیوسته بران شاهد است ائمه اصول فقه را در فن محافظت معانی
 ید طولی است اوشان دران باره اگر قابل اقتدا هستند ایشان درین باره لایق اتباع عدله
 بنیاد نهاده ایمه اصول فقه همین است که فضا کل اعمال از تعارف هم ثابت می توان شد و
 اگر نیک تامل کرده شود آن موضوعات که نظر بر کذب روئش در مواقع دیگر از موضوعات
 شمرده اند باین کلیه بالیقین غلط و مخالف واقع نمی باشند فان الکنذ و قید یصدق
 همچنانکه جمله صحیح بمعنی مطابق واقع نمی باشد فان الصدق قد یخجل و نیز چنان
 دروغ از غیر مصدوم چه مستعد چنانچه در بعض صحاح مشهور هم همین است ندانی که در بخاری شریف
 در باب عمر شریف حضرت سول اکرم صلی الله علیه و آله وسلم سه روایات با هم متعارض آمده
 شصت و شصت و شصت و پنج و همه میداند که توافق این روایات باعتبار منطوق
 خویشین محال است لاجرم کجی مطابق واقع و در مخالف واقع خواهند بود حال آنکه باعتبار
 اصول حدیث هر سه روایات صحیح اند و نه امام بخاری که التزام ایراد صحاح کرده اند و کتاب خوب
 نمی آورده اند این صورت را هر چه باید که کجی را منطوق الصدق یا منقطع الوقوع گردانند و دیگر آنرا
 منطوق الکنذ و یا قطعی البطلان گردانند پس حج اگر از قسم و آیات است علم است که
 صحیح باشد یا ضعیف چنانچه ظاهر است و اگر از قسم آیات باشد از اندازه آنکه کجی از
 کارهای بنوی است چنانچه آیه یعلمهم الكتاب والحکمة بران لالت میدارد و
 زرفته باشند از ضعیف است حدیث ضعیف هم اگر مؤید بر آیه شود از مرتبه خود بالاترفته کارگر
 خواهد کرد چنانچه آیه و اذا جاءهم امر من الامن و الخوف اذا عوا به و لو شروه
 الى الرسول و الى اولی الامر منهم یعلم الذین یستنبطون منهم برین قضیه
 گواهی هم موجود است چه بخاری و سایر ابهاما اگر از قسم صحاح بودی و اذاعه را عمل طعن نمی شود و اگر در

در آیه ذرّاتیه مؤید صنف نبی شد جمله یعلم الذین لیسند بطولہ چه معنی داشت و اکنون معترضین
آن است که روایتیست رکعتی نیز بر عزم احقر مؤید بر آیه است و معارض کدام روایت نیست اگر
اندیشیه که بدان اشاره کرده آمده ام سدر راه فلم نبود اگر همه ما فی الضمیر خود زیر قلم نیامور می
باری قلیل کثیر از آن آویزه گوش سامی میکردم مگر چه کنم که منشی سامی در استدلالات از
حق کناره میرود چنانچه قدری معروض شد و قدری اکنون معروض میشود مدافعین بر روایت
موطا برین اشته که بزید بن رومان زمانه حضرت عمر رضی اللہ عنہ مذرا فتمت سبحان اللہ
چه دلیل است وجه مدعا خلاصه طعن این بر اید که رسالت تابعین اعتبار را نشاید اول
این را اثبات باید کرد بعد از آن روایت مذکور را رد باید فرمود عدم اعتبار اسل تابعین
اگر تراشیده خوشین است این را که می پرسد و اگر تقلید دیگر نیست بجز امام شافعی کیست
که با نظرف رفته امام ابوحنیفه و امام مالک همه بر آنند که مرسل تابعین همه مثل مرسل صحابه
همه مثل مرسل صحابه معتبرند بلکه از سند زیاد چه ترک اسناد دلیل و ثوق خود است فکر اسناد
بر هم سماع گذشتن و گویا القهده علی الاوی گفتن است اگر از تقلید عاریست قول امام بن صالح
را بدیوار باید زد و اگر تقلید او شان جا بر است امام ابوحنیفه و امام مالک چه تقصیر فرموده اند
امام ابن صالح اگر تاسیس قواعد حفظ و نگار داشت الفاظ بصیرت حاصل کرده اند امام ابوحنیفه
و امام مالک نیز در تاسیس قواعد محافظه معانی مدطولی دارند و اگر این قواعد محافظه معانی
بهم رسیده و در بعض مواقع بنظر ملازمان جناب علی تقدیر التسلیم معنی مقصود از دست د
از قواعد محافظه الفاظ نیز این محافظه علی العموم دیده نمیشود چنانچه از ملاحظه احادیث
عمر شریف حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم موبد است و اگر درین باره بتقلید
امام شافعی روشن احوال نهاده اند از ما بسیار که با دیگران در نیصورت اگر ملازمان جناب
اقتضا امام شافعی ورزیده مانگنهاران اتباع امام ابوحنیفه لازم گرفته ایم اگر فرق است

همین قدر است که امام ابوحنیفه امام اعظم اند با جمله تقلید کجی از ائمه متقدمان ائمه دیگر را
 الزام نباید داد و با ایشان دست گریبان نباید شد این است جواب آنچه که ملازمان جناب
 بطور قواعد روانه برست کوه طعن فرموده بودند باقی سطاغینکه بطور درایت وارد فرموده اند
 جواب آن چه گویم که خود از ادره فهم بیرون می نمایم بجز آنکه تعصب و تعمق باعث این
 یاوه گوئیها شده باشد دیگر چه گفته شود و اگر باو نسبت بایشین کجی از ان سطاغنها اینهم
 است که اگر روانه علیکم بسنتی و سنته الخلفاء دست آویخته شود بجا ما آنکه
 سنتی و سنته الخلفاء هر دو معروفند و کجا سحاف شعر با شما اول یا ثانی میباشد
 لازم است که سنته الخلفاء که اتباع آن در حدیث اشاره فرموده اند همان سنته نبوی
 علیه و علی آله تحمیه و سلام و درست کعبت این امر مفقود است میگویم که اول این قاعده و علماء
 اصول کلیه نیست تا با اتباع او شان ملازمان مخدوم را گنجایش طعن بهم رسد و ما را فکر جواب
 باعث نزد شود دوم اینجا فقط لفظ سنت مکر آمده آن بذات خود مکره است و تکرر
 مکره باعث عرف همان کسان که تکرر معروف اسحر بر تاج و شمرده اند شعر تنایر است نظر بر این لازم
 که سنته الخلفاء غیر سنته نبوی علیه الصلوٰه و السلام باشد و یا مکرر کلام و لفظ الخلفاء اگر معروف است
 بیکم از ان مکرر نیست و اگر نظر بر معرفتیه عرضیه است آن معروف خود از معروف دیگر بخیرتر
 چنانچه آن و بذات خود متغایرند این و آن معروف نیز متغایر خواهند بود و جمش چنانکه دانی
 نیست که محکوم علیه حقیقی و صفات عرضیه همان موصوف بالذات میباشد پس اگر موصوف
 بالذات چیز واحد است صفت عارضیه نیز چیز واحد خواهد بود و اگر دو شی متغایر است صفات
 عارضیه هم دو شی متغایر بایدند پشت پس اگر سنتی و سنتی مکرری آید یا سنته الخلفاء سنته
 الخلفاء مکرری شد این گفتگو را بطاهر خیل و سجا گفته می شود و باینهمه در ابنا و ابنا
 که بلکه در انفسنا و انفسکم که در کلام اللہ یک جمله مکرر آمده چه خواهند فرمود سبحان اللہ

با چنین الم فیه و سبها و این بن ترا نهی دور و دراز علاوه برین همه اهل فہم را درین قدر
 اتفاق نیست کہ عطف معقنی تغایری باشد تا وقتیکہ تغایر حقیقی با تغایر اعتباری بدست
 نیاید عطف نتوان کرد و مآخکہ طعن لام تعریف و جمیع مفید استغراق میباشد اندر بیعت
 لازم است کہ جمیع خلفاء مراد باشند پس سنتہ اختلفا کہ اشارہ بالکفر اش فرمودہ اند می باید
 کہ سنتہ ہمہ خلفاء را شنیدن باشد و بست کعت اگر است سنتہ حضرت عمر است سنتہ
 حضرت ابی بکر نیست این اعتراض از ہمہ افزون تر است ما اشارت فرمودیم مطالب بسیار
 باید و نکته فہمی کم از فہم انقدر شاید مردم سن انقدر سلم کہ جمیع عملی باللام از الفاظ عموم است
 و لام تعریف و جمیع اکثر مفید استغراق میباشد اما منشی آنخذ و مردم ندانم معنی اجتماع از
 کدام پہلوی برزند و این تحقیق از عقل یا از نقل از کجای می نگارند مفاد استغراق همان مفاد
 کل افرادی می باشد نہ مفاد کل مجموعی تا این طلب باین دلیل مر بوط می شود و طاہر است
 کہ در کل افرادی حکم راجع بہ فرد جدا گانہ می باشد آری در کل مجموعی حکم قضیہ راجع بہ جمیع
 مجموع میگردد و افراد را از ان سر و کار نمی بود و آنچه منشی جناب ہمیدہ اند مخلصش
 ہمین ارجاع حکم بہ جانب مجموع است ازین تا از ان فر فرقیست کہ بفرق زمین آسمان تعمیر شتر
 توان کرد با اینہم حدیث اصحابی کالجوم یا ہم اقدانیم اھتدایتہ را حکم
 باید کرد و باید دید کہ چسان فیصلہ این نزاع میکند علاوه برین خصوص قطعہ قران شریف
 و حدیث را کہ در بعض مواقع بر جمیع عملی باللام مستعمل مینمایند شدگان اللہ لایضہیح
 اجوا المحسنین چه جواب خواهند داد کہ ام است کہ نمیداند کہ اینجا از مجموعہ مراد نیست
 چه یک معن ہم اگر بعالم باشد تا ہم اصناقہ اجراء نخواہند شد و نیز باید کہ بر طبق فہم منشی
 جناب جرمہ سنین بچرا باشد و آن ہم چندانکہ تقد شخصی را در ان گجایش بود نہ تقد
 نوعی را بحال چه عطارا چر یکبارہ خواهد شد مثل صلوات کہ تقد و از منہ و اختلاف سکر

سه که مطلوب می شود بقدر از منتهی مختلف نخواهد شد همچنین در جاهد الکفای و المناقین
 لازم است که جهاد مجموع کفار و منافقین مراد باشد از بصورت یا حضرت رسول الله
 صلی الله علیه و آله وسلم را باید گفت که از اینجا بجا و از فرض تشریف بردن باری خداوند حکم
 احکامین بنمود با الله غصه باید کرد که اینچنین حکم دشوار بر نبی خود فرستاد که او پیش تو استند و عیب
 عدم انتقال ازین جهان برون نمود با الله سوچ بر الفهم و ازین هم در گذشتیم اذ ان ثالث جمیع
 بشهاده صحیحین سننه حضرت عثمان ذی النورین است رضی الله عنه پیشتر از زمانه او شان فقط
 بان دو اذان اعنی بجز اذان خطبه و تمجید میبود پس از سننه ائمه کفار در حدیث مذکور اگر سننه هم
 بطور مذکور مراد باشد لازم آید که اذان مذکور داخل بدعت شود چه سننه نبوی است سننه خلفاء
 بطور مذکور و این التزام بدعت از بصورت نه تنها بر حضرت عثمان خواهد بود بلکه جمله صحابه
 رضوان الله علیهم همچنین که در آن زمان حاضر بودند بتدعی خواهند شد و میدانی که این همان
 گناه و همان عیب است که رفاض و شیعه از دایره سنت و جماعه بدان بدر زنده و ازینهم
 باید گذشت در آیه اوله الذین هدی الله فیهم ایتم اقتده ضمیر بدینهم ارجح
 بسووالین است معنی این شد که روش آن کسانی که ذکر او شان کرده ایم باید گرفت عرض
 لفظ بدینهم در قوه هدی الذین شد و معلوم است که مخاطب باین حکم جناب است تمام
 صلی الله علیه و آله وسلم اند و شار البیه بوصول انبیا رند کور الصد که بجملة آن حضرت موسی
 علیه السلام و حضرت اود علیه السلام هستند و موافق این خطاب این استاد حضرت
 صلی الله علیه و آله وسلم در روزه عاشوره اقتدا بر حضرت موسی علیه السلام کردند و در سجده
 تلاوة سوره قصه اقتدا بر حضرت داود علیه السلام کردند و اگر سجده سوره قصه اقتدا بر حضرت
 داود علیه السلام نگویند و گویند که سجده حضرت اود علیه السلام بجهت استغفار و سجده حضرت
 سید بر صلی الله علیه و آله وسلم جهت شکر پروردگار که ما را ازین قسم ابتلاء محفوظ داشت

در وقت حضرت موسی علیه السلام در زلزله عا نوره کلام نیت چنان
 سخن حق موسی او کما قال بران گواه هست که بوجد دیگر از پیشتر هم
 رسول حضرت صلی الله علیه و سلم با نیت اگر اجتماع وجود کثیره و یک عمل
 بود و نیت ایقده نمود مگر ساعد این نه عقل است چنانچه درانی و نه نقل چنانچه اشخاص
 افعال و ممالک و غیره و میدانی که در زمین با اتفاح عدت ثواب صلوات بر او
 چنانچه با این حدیث مورد استند الفرض این قسم است که حفظ و عتق است سر از
 هر یک همه بر سلبین مذکورین نیستند از نیت و در حدیث اقلید با الذی
 که الله الذین ولیق است همان عجم خواهد بخشید که الذی واقع آیه مذکور
 است فرق تشبیه جمع است مگر این قسم فرق و تبدیل با مابعدی مضامین
 که از وی توان شد پس چنانکه در آیه مسطوره سنت با بجا قابل اتباع
 یکی تفسیر از آن بود که درین حدیث مراد از لایق انواع و اقسام خواهد بود
 خطا اقل با وجود و گنایا و جوادان آنها بین زبان کشتای بودی توانست گفت
 و از بی مثل فرق است این است آنچه که بعد از جمله و سر می در است
 و بنا بر این بعد از آمدن انون تقاسم نیست که با این قصد
 که در اجراء مجتهد صاحب پاینده نگاشته ام از تحریر جواب اصل مسئله
 چه اگر چیزی می نویسد لاجرم قطع و تصحیح آن و سنجیدن او و اله همان صاحب
 زود اند او نشان اول با بگردد اما ناصافی گذشته اند که با این کوتاهی خواهند بود
 بیست تو کار زمین اگر ساحتی که با آسمان نبرد خستی و زنده در او
 نرسد تکلیف مودی احمد حسن امرویی که یکی از اصحاب تهرانی بود
 با مروه فرستاد بودم از دشان طش همسانیا میفرستاد و یکجا

سند و دیگر آنکه آنچه که بلفظ مضامین شمرید بآن اشارت فرموده نامی خودم که نوشته ام
 مکرر بنام بیمن از زانی فرمایند تا شاید چیزی زیر این پرده باشد باقی عرض دیگر است
 که بنده امیرین علایان با حدیث بیشتر فهم بدین انکار و بلکه این اشعار ایام می ماند لیکن
 اینچنین بدقتان که مضامین نامه سامی بختی قلم او نشان است بر سر آن علی محمد شریانی
 نیدانما بخین کسان بخواه فیصل به کتابت بد و اما فاضل کفایته الاشارة و غیره که
 باید که در این بار صحابه طعن نمیدودین هم نشود و احادیث با هم با قرآن شریه و تفسیر
 مانند با طوری که با اختیار آن مطاعین بجانب صحابه اندر شوند و اما نسبت با هم است و در
 قرآن کذب آن شود هرگز پس ندیده خدا و رسول نیست نهلی الله علیه که و علم و از آنجا
 چه بود که در است بچشمین آنچه از عرض کرده شده دیگر آن هر که قصد عمل با خودت کند آن
 با این این استادات چه کار کردار داده عمل با بیعت با بیمنی است که هر چه در این
 یا بنده بران عمل کند مقصد مقصود این است که براس خود و کینه و درین آما شود و بیمن
 را در و عقل مشینان بر عمل او را و فضل تر است اگر قصد عمل با خود را که خطا را
 پس از در صورت بر عقیدان سابق و قادران ایشان چه بوج و والله الموفق لما و الله اعلم
 تا بیاز نام آخر صد و ریاض از قرین جن او یکتبه سینه شکله با کتبه انبان سازد چه مضامین
 سانی در پرده استدلالات بگویند رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را داشته نه صحابه

حسین	گرام رار عنوان الله علیه بسم احبین	مکتوب حضرت مولانا
رسید احمد	بسم الله الرحمن الرحیم	مکتوب

خاصا حب عهد الیم خان سلمه - بسلام مسنون آنکه نواز شانه میدور با بر او آنچه
 تهریر و ظاهر و متبادر از ان چنین میشد که مقصود استفسار مسئله نیست بلکه اعلام از ایم خود

است لهذا در تحریر جواب تامل مانده آخر الامر چنان مناسب معلوم شد که اشارت به چند
 فقره عرض کنیم از تسلیم و غیر تسلیم کاری نیست لهذا در تحریر جواب به پرش بر اهل علم نوشته شده
 که قیام رمضان قیام میل فی الواقع یکسان است که در رمضان یک مرتبه مسلمین در اول شب
 منفر کرده شده و هنوز عزیمت در ادایش آخر شب است او در قیام میل حضرت علی علیه السلام چنانکه یاد
 رحمت و کم از آن ثابت شده اند میزوره رکعت است و سینه بخیر هم در صحیحین موجود اند که در
 نقل روایت این مسعودی در قول ابن عباس فصلی رکعتین ششم رکعتین ششم رکعتین ششم رکعتین
 ششم رکعتین ششم رکعتین ششم او ترجمه در ضیفه ده رکعت نقل کرده است آنکه وزیر ابی بکر غنوه
 دهند و وارده رکعت نقل است از و قضاء آن جناب وارده رکعت را در روزگار شریف بود
 قوت می شد هم همین وارده رکعت نقل است این صحیح و صحیح موجود است باید در این است
 که بهترین زبان او در وارده رکعت نزدی شد و سینه آن تعیین می بود و تهر بر یاد حق او در روز
 صحیح هم چنانکه یاد کرده از سائب نقل می فرمایند از اجماع امام باقر در مورد وارده رکعت
 روایت می فرمایند چنانکه در مشکوٰۃ موجود است امام که هر بر سالی منخی ماند غلط کردم جناب افضل
 صی ایضا به سنت حضرت فخر عالم برجم مخالفه حجت نیست این نیز بر اهل علم هم است که فخر
 قیام رمضان را آن جناب هفت فرموده اند و تحریک عدد رکعات آن فرموده که در زیاد
 در آن ایضا شریحاً آنکه در اکثر روایات است و در نه اختلاف است او را عدد آنها حق
 نشود لهذا هر قدر که زیاده در عدد رکعاتش بود موجب اجرامت نه با حجت گماندازند
 و هیچ حدیث در منع آن در روایت بلکه حدیث جلیک بلذت السجود مطلقاً آن
 اکثر رکعات نوافل روز و شب می فرمایند البته جایگاه شارع تحدید فرموده چنانکه در
 و ضمن روایت نقصان زیاده در آن نیست و معذرا که قبل آن می بیند آن محل نوافل
 که نوافل نقل خوانند بدون اعتنا و سینه آنها کسی است که در این منع فراید و برکت

پس همچنان در تجمیع و قیام رمضان زیاده رکعات را چه اندک نشود خواهد شد و آنچه در حد در رکعات تجمیع فرمود عالم علیه السلام تحقیق است از آن است که فعل آن جناب محقق گردد که چیست نه آنکه زائد از آن بدعت است صحیح به النووی فی شرح المسلم برین است صاحب سنن که اصل آنرا شایع علیه السلام سنت فرموده و محمد در آن فرموده شلتا تسایم رکوع و سجود که در آن زیاده از قدر یک آن جناب میگفتند باینکه است قرینه قرآن که زیاده از مقدار آنجا است در فرض و فعل بدعت نخواهد بود و علی بن ابراهیم بن قیس مورخین است که علماء حق طبعه اگر چه سنته موکد است هر چند در آن گفته اند که بر آن وجه سنته نزد شان صحیح است و نیز گفته اند در آن بدعت نماند خصوصاً زیاده که از صحابه ثابت شده چنانچه در اوای حدیثه مختلفه ساهی دیده باشند تعالی عشرين پس از زبان حضرت عمر رضی الله عنه بارشاد و تقریر آن جناب منقول شد چنانکه در کوطا مالک مرویست و شیخ انقطاع بر محل غیبت چنانکه زید بن ابی ناسی گفته اند در ارسال گفته مقبول است باشد مالک و محمد بن سلف را همین است اگر چه شیخ و احد در آن کلام کرده اند کتاب ابی داؤد بسو عیال که در دیگر کتب اصول حدیث مطالعه نمایند معنی حدیث صحیح است که صاحب فتح روایت آن فرماید مؤمنان است منزل شهر انقطاع و ترمذی در جرح خود از حضرت عمر و علی و غیره ما من الصحابة روایت آن میکنند پس اکنون در ثبوت عشرين از آن جناب رضی الله عنه چه نزد و ماند و این زیاده را مخالف سنته پنداشتن نهایتاً موجب تعجب است که صحیح اهل علم چنان فرماید چه بالا نوشته ام که قیام لیل خود نمیند و نه هر گاه بحیث صحیح ثابت شد که فرمود عالم علیه السلام گاه ماه کامل خیر رمضان صلوات نمود و هیچ ماه را از صوم خالی گذاشته اگر چه تمام ماه روز در در متعلق می آید سنته گردد و گرفتار بدعت معاوانند باید که حضرت عمر و علی و دیگر اصحاب و تابعین اعراف ترمذی و غیره بسبب زیاده حد در رکعات این بدعت نشوند انقطاع

استغفر الله ولبسها را منوع از صلوة و صوم و ركوة و حج و ذكر و تسبیح بدقه شوند
 تأمل در كار است اهل علم را چنان فرمودن سخت نازیباست ما بین لفظ مخالف
 و موافق و محدود و غیر محدود بدقه و سنت امتیاز واجب است و چونکه در حدیث
 علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدين انما اشراف جناب سائر علیه الصلوة
 است که چنانکه سنت التزام کردن بر شماست سنت خلفا را هم التزام ضرور است
 و مراد از سنت خلفا را میست که از انجناب صدر آن نشد و از خلفا و قوع آن شده
 و آن هرگز خلاف کلیات شرع نمی خواهد بود بلکه موافق سنت و مستنبط از آن لهذا این است
 رکعت هم مذکور سنت شدند بدقه گفتن آن سخت نازیبا کیسچ عالم چنین نگفته اری
 آنچه خلاف است در آن است که زیاده بر آن قدر که آنجناب علیه الصلوة خوانده اند آیا سنت
 اند یا مستحب این بعد آنچه درین حدیث افاده فرموده اند بلکه مراد از سنت خلفا سنتی است
 که مین سنت نبویه باشد از عجا رب روزگار است چرا که اگر مراد از عینیت است که بعینه آن فعل
 انجناب علیه السلام عمل راه فرموده بشنون کرده باشند پس می پرسیم که بین صورت خاصه
 تقریر خلفا چیست آیا بدفات انجناب که مراد از خلفا مجال تشبیه فرزند و شیهه یا نسخ
 و تبدیل آن میرسد تا سنتی که سنت خلفا را هم و غیر آن را ترک کنیم و اگر مراد از مین آنست
 که مستنبط از سنت بود یا نظیرش در سنت موجود باشد و موافق کلیه شرعیه بود مثل جمیع فرم
 شریف ترتیب سور آن مثل لاریب این امر مسلم صحیح است مگر این زیاده رکعات را
 ندانم که بچو و مخالف سنت قرار داده خواهد شد آنچه از اصول قاطعاً اعاده معرفه تحریر است
 در تلویح این صحبت اباید دید که این قاعده کلیت و خلاف این بسیار وجود است این قاعده
 آنجا بود که قرینه خلاف موجود نباشد اینجا عطف لفظ سنته الخلفاء بر لفظ سنتی معایرة
 می خواهد و مقصود جناب سالت علیه السلام ازین التزام سنته الخلفاء خود است مراسته را

مثل سنته خویش چنانچه در حدیث دیگر فرموده فاقذوا بالذین من بعدی
 ابی بکر و عمر بلکه در حدیثی باقی آمده که جمله صحابه فرمود اصحابی کالجموع بایهم
 اقتدایتم اهدایتم و چنان آن نسخه لام تغزاق فهمیده اند نه تمنعنی است که آن نسخه سنته مجموعه
 خلفاء باشد بشرط اجتماعهم علیها آنرا قبول سازید و امر که یکت و چندین مثلا کرده باشند
 ترک کنید درین صورت آنچه باقی آمده شیخین حکم است تا تمام خواهد شد که دو حدیث فرمود
 ذکر فرمودند و هر دو حدیث بخلاف آن خواهد شد و ترتیب صحیح عثمانی بدین خواهد شد
 چه خلیفه اول صحیح آن کرده بود نه ترتیب آن مسئله عول و تجدید حدیثی بیکر امور که در
 زمان حضرت عمر قرار یافته اند همه خلاف سنته خواهند شد و حدیثی که مراد آن است که سنته
 همه خلفاء را التزام سازد چنان بکنید که سنته بعضی آنها گیرید و بعضی آنها نگیرید ^{تستحکم}
 یا ایها النبی جاهدا الکفار و المنافقین که معنی بر آن آنست که با جمیع کفار
 و منافقین جهاد باید پس حسب فهم سامی باید که آنجناب مراد الهی نکرده باشد که با تمام
 کفار عالم جهاد آنجناب واقع نشده و چه ضرورت است که در حدیث لام لام استغراق
 باشد سیگویم که لام آن لام عهد خارجی است که خلفا خمس معهوده را مراد داشته و مراد
 که طریقۀ ایشانرا قبول کنید و بیئته اجتماعیه از حدیث فهمیدن همانا که محاوره کلاب
 ندانستن است پس بهر حال آنچه در ترجمه حدیث نوشته اند مرد و تقریر بر محل و نمیدانند
 زیاده چه عرض کرده آید و در بعضی دیگر جا هم در صحیفه سامی محل کلام است مگر بنده ابا بل
 مسئله کار است و از تقریر زائد غرض نیست اکنون که بابت رکعت تراویح از فضل خلفاء
 ثابت شد عمل بر این واجب است بدینچه فهمیدنش محض بجا آید نه زائد است
 رکعت را بعضی صحیحانستند و بعضی موکده گفته اند این مسئله خلافیه قدما است که مراد این گفتگو
 ضرورت است ^{تستحکم} الله تعالی اعلم فقط سوال اول هر گاه در تعریف سنته ملاطبت نبوی و ملاطبت

علیه آله وسلم ترک حیانا ما خود است اینهم ظاهر است که بر ترویج مواظبت گذاشتن
 نیست پس نسبت به آن از کلام دلیل اطمینان کرده خود و آنقدر که بران مواظبت ثابت است
 همان نسبت رکعات تہجد هستند تا غیر پس باید که همین رتبه باشد و زیادت بران بود
 نباشد فقط سوال دوم آنیکه این دو اوزه رکعات که بر پشت رکعات سنت نبوی صلی اللہ
 علیہ آله وسلم افزوده شدند آیا در تا که بجهان مرتبه هستند که آن نسبت رکعات حاصل است
 یا از آن تہجد و تفرقه **جواب اول** آنیکه هر چه صحابه رضوان اللہ علیہم اجمعین بران
 مواظبت فرموده باشند سنت محکمه می باشد بقول علی السلام علیکم بسنتی و سنتی
 الخلفاء الراشدین المہدیین نعم تا گد بگوید مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ آله وسلم
 هر چیزی و بسیار مواظبت صحاب کرام نیست چرا که مرتب سنتی کرده در تا که متفاوت
 می باشد قال در المختار ناقلا عن شرح المنیة قال مراتب الاستحباب
 متقاوثة کلوب السنة اتمی و خود حدیث علیکم بسنتی انما نظردین است
 چرا که رعایات تقدم و تا خود کلام بلغار بلا وجه نباشد خصوصا کلام یا انتظام
 سرور و تیاراج الغصا و بلغار پس تقدم سننی و تا خود سنته الخلفاء مع اشارت و قیظ
 دیگر کمال اگر اول را از ثانی می خواهد چنانچه از بیت ان المصفاة والمرورة من
 شعائر اللہ خود رسول صلی اللہ علیہ آله وسلم استخراج فرموده اند از شاد کرده بدایت می کنم
 بدانکه بدایتی که حق تعالی او در ذکر کما هو فی الحدیث پس اینجا تقدم زمانی است و استخا
 تقدم فی المرتبه بهر حال از تقدم ذکر تقدم رتبه استغاد میشود و اما مواظبت آنحضرت صلی اللہ
 علیہ آله وسلم بچیز بطور فرض اگر از خصوصیات نیست بر اتمه هم فرضیه را می خواهد و اگر
 از خصوصیات باشد لیکن البته از ان ممنوع نباشد پس این مواظبت نسبت به آنحضرت بلکه
 استحباب مقتضای اوست چنانچه تہجد که نزد بعضی بران حضرت صلی اللہ علیہ آله وسلم

فرض بود و آئینه را تحب مگر چون دلیل دیگر بر آنکه این فعل بر آئینه پیدا آید البته آنگاه سنه
خواهد شد مثل تراویح که هر چند نزد همون قائل فرضیته تهجد بر آنحضرت صلی الله علیه و آله
و سلم تراویح نفس تهجد است علی التحقيق مگر چونکه برین تهجد شخص باین سنه که آئینه موافقت
صحابه پیدا آمد بدلیل قولی تا که پیدا کرد و هو قوله علیه السلام علیک لسنتی ثم انما انک یه آید
موافقت فعلی حکمی هم بر تراویح از رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم هم توان دید چرا که رسول الله
صلی الله علیه و آله و سلم چند روز خوانده عند ترک آن فرمود که بساوا بر آنند و حجب شود و در حج
افتند همانا که فعل او را گاه و ترک او را بر موافقت حکمی دارند قال فی المختار والمراد
ایضا اللواظبة ولو حکما التداخل للتراویح فانه صلی الله علیه و آله سلم
بین العذای والغفلت عنها قال الطحاوی عن ابی المسعود انه سئ
حد عمره سائل جمعیت خود ماند و برای کسیکه فرضیته تهجد بر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
منسوخ گوید چنانچه قول حضرت عائشه است و او مسلم فی سنه پس موافقت تهجد دلیل سنه
خواهد بود و لکن قولیه ناظر استحباب مگر تهجد برضای که تراویح است بدلیل قولی سنه مکره
خواهد ماند و الله اعلم **جواب سوال** و حکم آنکه است کت تراویح در زمان خیریت نشان حضرت
عمر رضی الله عنه قرار یافته اول یازده کت معه و نوزده خوانده شد پس از آنرا رست مع
معه و تر قرار یافت و او مالک فی الوطار بسند صحیح و آنچه سنه خلفا را باشد تا که آن
از جواب اول واضح شد باقی ماند اینکه همه مکره باشد یا بعض پس صاحب هدایه و غیره
بر آنند که همه مکره اند و قدوری گفته که بعضی آنچه از رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
ثبوت یافته مکره باشد و آنچه زیاده بر آن زمان عمر رضی الله عنه قرار یافته مستحب بود
ابن کلام هم همین میل دارد هر چند این تمام را علماء جواب داده اند مگر از تقریرینده جمع
بهر دو قول توان کرد که مراد قدوری از استحباب یکجی تا که نسبت به مشیت کت

و مراد باینه تسویه در نفس تا که است نه قدر آن چرا که تا که کلی مشکک است و حدیث
 علیکم که تسبیحی از ویل است پس که بعد آن حاجت نقل دیگر نیست و بعد ثبوت
 روانه متوطا که اصح الکتاب فی الحدیث و طبقه اولی است و هم باینه بخاری حاجت کتب
 نیست همین معمول خواهد بود و ندیب مالک حمد لله علیه هم همین باشد مگر تا هم آنچه که
 زیاده رکعات از دیگر آمده اند موجه توان شد که مثلا بعد هر تر و یحه اهل مدینه چار رکعت
 میخوانند نسبت رکعت فردی زانند شدند و جمله چهل شدند و چهارم مجازا در ترویج
 شمرند و اهل مکه بعد هر تر و یحه سبع طواف کردند و دو رکعت طواف خوانند که رکعت
 فردی مزید سی رکعت مجازا ترویج شمرند و بعد نسبت رکعت قبل و تر بعض گاه
 که اربع رکعات راترک کرده در دعوت مشغول ماندند شانزده رکعت مزید سی و شش
 گردیدند و یک اسبوع و قبل و تراگر کم کردند و رکعت کم شده است هشت شدند نسبت
 رکعت خود امری است مثبت و محقق از فضل صحابه و یازده از فضل سرور عالم صلی الله
 علیه و آله و سلم که اگر از نسبت است اجماع ثبوت نسبت رکعت با جماع صحابه
 در آخر زمان عمر رضی الله عنه ثابت شده پس نسبت باشد کسی که از نسبت آن انکار دارد
 خطاست الله تعالی اعلم و علمه انتم و اسکم فقط راجی همه تر به رشید احمد کرمکوی

مکتوب چهارم بنام مولوی صدیق صاحب فیضت علم

بنده سچمان محمد قاسم بخدمت بابرکت و سراپا غایت لوی محمد صدیق مجازا دم الله علما
 و کمالا پس انسلام سنون عرض بر ابرهت غایت نامه سرمایه منت و موجب
 یاد آور میباشد فکر غنیمت احباب نتوانم و طرز نکافات محبت نمانم این یک دعای
 ناریاست که تپیدشان دین و دنیا را سوا آن سرمایه دگر نیست اگر بدر گاه بی نیازی

میرسد و فریم نه بود مگر تا هم از خود دروغ نیست خداوند که میم مقاصد دل برساند مگر دینار
 اگر بگویم پیش عاقلان متاع قلیل است رو بسوی او چه کنند باقی ماند این کن اعلم آن علم
 حدیث و تفسیر بعد از آن در راه گذشته بوطن رفتند آن کدام صورت باشد که خویش
 از خوبی این دولت بی بها چنین زیاده بنظر آمد که یکبار افغان خیزان رفتند غایت نامی
 غم و رنج دنیا همیشه همین سان آیند و میروند کار عقل آن است که مقصود را از دست
 ندهد جوهر ذاتی و وراثت نبوی گذشته و قلیل را از متاع قلیل گرفتن کار خود نماند
 نیست سرمایه استحقاق خلافت حضرت آدم علیه السلام همین و فرور علم بود و در نه و در صورت
 ملائکه و فساد بی آدم کلام نبود مصلحت دیدن آن است که اگر علم را شروع کرده اند
 تا تمام نگذارند در شش ماه یا یکسال کتب باقیه هم انشاء الله تعالی تمام خواهند شد اگر
 این منطرب و ملون بود در اول امر کدام کس خبر کرده بود که مفرغ کردنگت ساختی مساحت
 باد بهمه یاد آوران خصوصاً برادران میرزایان مولوی عبدالرشید صاحب مولوی
 صاحب اگر جناب حافظ صاحب هم تشریف فرمایم او آبا و اجداد باشد یا اتفاق حاضری خدمت
 جناب مفتی صاحب شود ازین سلام عرض دارند

مکتوب پنجم در جواب سوال حافظ بشیر الدین صاحب مراد آبادی

سوال زید در بحالت لاعلمی ملک عود
 زمین رکبی او قبضه او سپرد که لیا منافع او سکا اپنی صرف بین لاتاها بی هنوز میعاد برین
 منقضی بنین موی بقی که بعضی اشخاص در کما منافع برین کا حکم سو دین بود - زید
 اس امر کی تحقیق جانتا که فی بحقیقت منافع برین حکم من سود کو بی اینین در صورت
 سو دینو چو زید چو منافع به نیت زاصل اپنی کو خرج من لایا سو او سو بروقت نفع

عمر کو وضع کر دنیا ضروری یا نہیں مثلاً پانسور و پیر عوص رہن ہی زید سور و پید اپنی
 صرف میں لایا تو چار سو روپیہ بروقت نکال من کر عمر و سیلیوی اور سور و پیر منافع کے
 او سکھ وضع کر دیوی اگر زید ز منافع بروقت نکال من کر اور عمر و قبل اپنی منافع کے
 معاف کر دیوی یا بعد لینے کے زید کو دیدیوی جائز ہی یا نہیں شرعاً ایسا ہو کہ زید کی
 روپیہ اپنا عمر و سیلیوی اور تمام ز منافع رہن زید کو جائز ہو جاوی غرض کہ زید کو کسی طرح
 برگشت گناہ ہی ہو سکتی ہو لہذا تکلف خدمت عالی ہوں کہ اس مسئلہ میں جو حکم شرع
 شریفی ہوا شاہ فرما کر اگر مرتب ز منافع بروقت رہن رکھ دینی کی بعض محنت اور
 خبر گیری ملک ہو نہ کر اس کو بخشدی جیسا کہ عبارت جمولی رہن نامہ میں
 ہوتی ہے جواب سر پانعنایت عاف زید الدین صاحب۔ اسلام علیکم رہن کی آمدنی
 جو زمانہ حال میں کہائی جاتی ہے از قسم وہی ہرگز حلال نہیں اور اس قسم کے الفاظ
 لکھ دینی کہ سنی حلال کیا اور بخوشی یا یہ آمدنی حلال نہیں ہو جاتی بخوشی دینی کر لئے
 ایک مرتب ہی تھا اور کوئی جہان میں سختی نہ تھا بلکہ سب جانتے ہیں کہ یہ پتہ لائیکلی
 تخریرین فقط بغرض قرض اور طبع کار براری ہوتی ہیں خدا تعالیٰ ان جلیوں کو
 خوب سمجھتا ہے وہ دل اور تہ دل کی باتوں کو جانتا ہے عرض ان جلیوں سے تو توقع
 حلدہ و زخم و عقل ہی ہا اگر آمدنی ایشاں مہونہ کو پورا پورا مجراوی اور قرض میں
 محسوس کر لو تو البتہ وہ کہایا ہو حلال ہو جاتا ہے مگر اس صورت میں بقدر قرض
 پہنچ جائی کہ بعد اس میں بری الذمہ ہو جائیگا اور مرتب کوئی مرتب ہی کچھ علاقہ
 نہ ہی گا۔ فقط جن جن صاحبوں کا سلام لکھا تھا میری طرف سے ان کو بھی اور سوا
 ان کی اور علی والو کو بھی شہید یا د میر اسلام کہدینا فقط العبد محمد قاسم۔
 مکتوب ششم بنام مرزا عبدالقادر سیگ صاحب مراد آبادی

جناب صاحب اسلام علیکم کل چوتھی رمضان شریف مولوی فخر الحسن صاحب
 آج کا غنایت نامہ غنایت کیا اور آپ کے کلام ثانی کا قصہ زبانی ہی بیان فرمایا
 جن کا اللہ آپ کو کلام جو بیوہ محی قرابتی اپنی کے ساتھ بنظر احیاء سننے واقع ہوا اور مرزا حمایت علی
 بیگ صاحب کو سفر حج مبارک ہو مرزا صاحب اپنا منصب یہ تھا کہ جناب پیر و مرشد مظاہر
 خدمتین سفارش نامہ لکھ کر سفارش کر کے کچھ تو مناسب ہوئی چاہیے اپنا حال لگا اور گو نہیں جانتا
 تو میں خود تو جانتا ہوں پر جہاں اور اختلاف منصب اپنی سرپرستی میں ہوں بلکہ خاطر سے
 ایک سید بھی عرض حضرت کے نام کا پہنچتا ہے مرزا صاحب اتنا کہیں کہ جہاں اور ونگو
 یاد کہیں اس بابا گناہ کو بھی عارض فراموش نہ فرمائیں اور حضرت تقلد کی خدمت میں
 دو کلمہ انجیر لیکر پیر پیر ہو جائیں مرزا محمد نبی بیگ صاحب راونجو والد صاحب کی
 خدمت میں سلام عرض کر دینا اور جناب حافظ عبدالعزیز صاحب سلمہ اللہ سے اگر نسبتاً
 حاصل ہو تو میرا سلام یاد رکھنا سوا او کو مولوی پیر عبدالرشید صاحب مولوی تمنا
 صاحب اور مولوی محی الدین خان صاحب اور مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب
 وغیرہم سبھی یاد رہے تو سلام عرض کر دینا اور مرزا حمایت علی بیگ صاحب کو
 بعد سلام سنون مضمون مرقوم بالا گذارش کر دینا فقط راقسم محمد قاسم

مکتوب مقیم بنام مرزا محمد علی صاحب کشتا شریقی و ادای دین

سر ایا غنایت سلامت السلام علیکم۔ آج کیا رہیں رمضان کو آپ غنایت
 پہنچا عبادۃ میں دل نہ لگتا کسی خطا کی سزا سے استغفار اور لاجول کی کثرت چاہیے
 باقی قرض کو ادا کر لے کسی عامل سے پوچھ کر محکومہ عملیات میں خل نہیں اگر ہو سکتا تو جناب
 مولوی اکبر علیخان صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کروادای قرض

لہو جو کچھ فرمایا اور کون تمہیں کرو اور کتنا اس رزق کو لہو جو کچھ ارشاد فرمایا اور کون
 یاد رکھو ہاں اوس سے پہلو پہلو حسبی اللہ ونعم الوکیل اور لا حول ولا
 قوۃ الا باللہ ولا ملجاء ولا منجی من اللہ الا الیہ بائع بائع ہاں
 پڑھ لیا کرو اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف ہی پڑھ لیا کرو اور پڑھنی
 وقت یہ مہیاں رکھا کرو کہ میں انبی اللہ تعالیٰ کو سامنے حاضر ہوں اور دل و زبان سے
 عرض مطلب کر رہا ہوں۔ مرزا قادر بیگ صاحب مرزا محمد نبی بیگ صاحب
 کو یاد رہے تو سلام کہدینا اور سواہی اونکو اور کوئی احباب میں سے ملجا ہی او یا دلجا ہی
 تو اونکو ہی فقط

مکتوب ششم در باب علاج ہوس و سیاہی

سر ایا عنایت مرزا محمد عالم بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم آج
 پندرہویں تاریخ جمعہ کو دن تمہارا خط پہنچا کیفیت حال معلوم ہوئی میں پچھلے
 دنوں انشاء سفر میں بیمار ہو گیا تھا اوس مرض سے شفا تو انشاء راہ ہی میں ہو گئی تھی
 مگر جسب کسی نہ کسی قسم کی خلش چلی جاتی ہے یہیں کہاںسی کی شدت ہو گئی دو تین
 ہفتے اوسکی تکلیف رہی اب بفضلہ تعالیٰ اوکو ہی آرام ہو یوں ہی برای نام
 باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی رفع ہو جائیگی غرض اب میں اجہا ہوں باقی
 کسی ہوس دنیا کو لہو یاد گاری موت سے بہتر کچھ نہیں ہو سکتا تو سر روز گہری آدھ گہری
 سوخت کو قصور میں گزار دیا کرو اور اسوقت اس قسم کا خیال رکھا کرو۔ کہ
 حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جسقدر انبیاء ہوئے وہ سب مر گئے جسقدر بادشاہ
 اس زمانہ سے پہلو ہوئے وہ سب مر گئے بزور دین کوئی چھوٹا تو انبیاء چھوٹے اور بزرگ تو

کونی بچتا تو بادشاه بختی بین نه الی الذی نه اول الذی نه زورین نه زور دنیا
 بین سخن کونی بختی چون پیر سخن سانه قیامت کس با کتاب و عذاب ثواب کوی سوا کوی فقط

مکتوبیم بنام جو لوی میر محمد صادق صاحب مدرسی باب تحقیق حکم جمعه

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین سیدنا
 خاتم النبیین محمد بن الله واصحابه وازواجهم جمیعین بید حمد و صلوة
 بنده کترین محمد بن دوسر سامان محمد قاضی محبت سر ابا عنایت مکرمی مولوی میر
 محمد صادق صاحب دام عنایت پیر اسلام سنون عرض برد از است عنایت نامه مطوف
 باستقامت رسید که حضرت مجمع البحرین شریعت و طریقت مخدوم و مستاع خاص عام جناب
 محذ و منامولنا سید عبدالسلام صاحب ام بر کانه صدور یافت بود بمنون و شکر شدم
 تقضای عنایت ساسی آن بود که توقف نمی کردم و قشکی عنایت نامه ذریعہ ممنونهایم
 شده بود هماندم و ترم به قلم و کاغذ بیدرنگر بالاسکے کاملی طبع ادا و عیاق گوناگون بچندی
 و در سامانی سامان این تعصیر و سر بایه این خیر شد رسیدانی و همه می اندیشه سفینه بگنجینه آورده ام
 و نه مکتوبات سفینه البینه سپه باین بچندانی و این دوسر سامانی نه جرئت بچکار با بدل آید
 و نه دل بدست کار فرماید و ذخیره ام همین خیالات بر اگنده من اند که بکار اگردل می سفینه
 و بگران آنرا از جمله سفاین شریعی می بینند مگر بنده گنده را ب حضرت محمد و نه تنها ساز
 سلق است اعتقاد و لاحق هم بدل فرام آورده ام اگر با مثال اچله خدام بچو محذ و مان
 در دنیا و سایر آن که ام است که انتظار ارشاد او خواهم کشید باین جبار و زمین مصمم
 شد که من را خود بکنم اگر سینه خاطر خدام و الامتغام اتمام و نه اولاد و زونه کالای زبون بر شیط
 نامه یا خود را باز خواهم گرفت اکنون بکید و سخن پیشتر از عرض مقصود عرض میکنم اول اینکه

در عرف عام هر قوم و هر زبان بساست که خطاب با القاب عامه کند و مخاطب خاص
 باشد اکثر آنرا با القاب همچو مولوی مہاجب و شاه صاحب و شیخ صاحب و میرزا صاحب
 و منشی صاحب ندا کنند و منادی از یک شخص پیش نباشد همچنین در مہملاھا شرح شریف
 قرآن و حدیث نیز در مواقع کثیرہ این طرز اختیار افتادہ میفرمایند کہ **وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ**
وَأَتُوا الزَّكَاةَ ازشاد خطاب عام است و مخاطب این حکم جز انعاما یعنی توانند شد **مُؤَلَّمَاتٍ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ را خطاب همچو **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَادِعِينَ** و طاعت است
 کہ این لقب چنانکہ از حضرت مخاطب **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** عام است بالجمله این انداز و از انداز
 او ابر طلبی طرز کلام نیست بلکہ در زبان معمول بہر خاص عام است دوم اینکہ اگر فرض کنیم
 دو کس یا زیادہ از قومی ساواست یا شیوخ شلانشسته باشد و یکو از آنها کو یا کر باشد و دیگر از
 از حاضران صفت با وجود اطلاع کیفیت چشم و گوش از شان خطاب عام مثل میر صاحب و شیخ صاحب
 آواز دادہ اگر گوید یہ بین یا بشنو این حکم دیدن نشیندن تعین و تشخیص مخاطب فرماید کہ از حاضران
 عقلی آستانہ باشد بر تامل بہ فہم کہ مراد این کس است نہ آن همچنین مخاطب بہ یقین اندکہ سقط رہ
 سکلم نہ دیگران معلوم اینکہ اگر جناب یا بری رسول یا ک و **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** حکم را بشنود و مربوط
 فرمودند ارتباط آن حکم بآن شرط از قسرت ارتباط توقف باشد کہ فیما بین موقوف و موقوف علیہ باشد
 و بدین سبب احدی نمیرسد کہ اگر حکم کہ غرض از ارتباط بود محفوظ شود یا بدون آن شرط ہم آن حکمت
 توان شدن شرط القو گردانند و آن حکم را بشنود و ربطند لا ند و بران شرط موقوفند چندانکہ
 سبجملہ شرط جمعہ جماعت ہم است و حکمت از شرط جماعت بجز این چه توان گفت کہ از اجتماع
 و اجتماع مو عطا یعنی خطبہ مقصود است اگر جماعت شرط نکند باشد کہ مردم فراموش نمایند پس
 تنها و عطا یعنی خطیب اگر عطا گوید شمع کہ باشد دیگر پیدا است کہ اجتماع مجرد فراموشی مردم است
 توقف صحت نماز جمیعہ بر جماعت از چه رو است اگر فراموش آید و ہنہا تنہا نماز خود بجا آرند و بر نہ

لفظ الی ذکر اللہ و دلیل دعوی است آخر مراد از ذکر اینجا همان و عطف خطبه اند که اگر امام
 و خطیب باشد و چون فضائل استماع خطبه ذکر است شور و شعوب را که بلغ از استماع باشد بگویم
 این امر دیگر منوط می شود که طلب اصلی از رزق جمیع اجتماع بهر استماع و عطف خطبه باشد همین است
 که فاش و لغز و مذمبات که فاسد و فرود تا اشاره شناسان خداوندی را ببل نشینند که غرض اصلی
 استماع است که اگر گاه با هم با زمین را آهسته خوانند و باشند که در یک کلمات خطبه محروم مانند شنید
 همین است که حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اذافر و دیگر قبل از اذان خطبه افزودند تا نباشد که
 که در رسیدن ساسان می شود و خطبه بکار رود و غرض بود بعضی مذکور را بود و مقرب بود
 یک آن که بهر هر نماز سقر است اذافر و دیگر بیشتر از اذان خطبه افزودند تا طلب اصلی
 بود چون بیت آید لیکن از اینجا حدیث ارشاد است **عن عوف بن مالک قال سمعت**
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقض الا امير اذا قاموا او محفل رواه ابو
صير باب في القصص مع كذا العلم و مراد از قصص در حدیث همین عطف است چنانکه
 دانندگان دانند چنانکه عطف غرض ضروری خواهد بود اینهم ضرور خواهد بود که آن عطف خود
 امیر باشد یا امور ثابت آباد در زمره محفل اهل است که انشاه منیع و عطف گویا می کند و نیز ظاهر
 و عطف جمعی خطبه که سوم ذکر اللہ شد اگر چه من است فرقیست این عطف اول در حدیث است
 باید داشت و در صحر او دریا و مسافران امیر آمدن این قسم عطف معلوم پس چگونه توان گفت
 که مسافران محکوم این حکم اند که آن که سفر را یک نخت حرام گردانند و سواي این سفار که
 در آن سفری همین عطف باشد قطعاً حکم است لیکن این عطفی که در آن سفری است و این نظر برین است
 این نیز که بجهت بنهاده اند و آنکه اشاره حدیث اول در حدیث خطبه ظاهری آید آن ا
 چنان فهمد خطابه در عموم یا ایها الذین آمنوا اذ انودی للصلاة هم مسافر و اهل می نمود
 چنانچه از حدیث مرده مخصوص مسافر و غیره آیه است همچنین اشاره لفظ جماعت که

در حدیث مذکور است مخصوص از حدیث است بچهاره سا فریاجاعت از کجا بدست آید
 یا سفر آنها در حق او حرام گردانند یا جمعه را بر او واجب ندانند مگر سفر آنها باشد یا بنا
 در حق کسی که در حق آن گفت چنانچه اقرار نمودیم و حجت واجب است و آنکه مثل الواح شیطانی هم
 در حدیث آمده در اول اسلام بود و اگر هنوز این نبی بر حال خود باقیست الا انسان فسا
 فوقها جماعت شیر آستانست که اگر دو کس هم بهم شوند سفر جائز است ممنوع نیست مگر درین صورت
 نه شرفا جماعت با بطور حقیقه بدست آید نه بطور شافعیان بدست آید بلکه از لفظ الذین استنوا
 باز نضد فاسعوا و ذروا بانضمام آنکه گسترین مصداق جموع حسب وضع لغت شده و اندرین
 امر دلالت دارد که کم از کم سواهی امام کسی می یابند چه مخالف یا ایها الذین همان ساغان اند
 که دویده و عطا امام خوانند شنیده آنکه امام هم در حق جماعت شان است زیرا که اند اولوه حسب
 قرار و سابق وقتی می بود که امام جلوه بر میسر میکرد نظر برین این حکم مخصوص است معان خطبه ابان امام
 باین حکم و کار نیست الغرض ضرورت امیر یا امور هم ضرورت جماعت سا فرایم از
 آیه وحدت یکبار فکنه و چه شتر اطا امیر یا یا سب امیر هم بود ضرورت خطبه که از لفظ فاستعدا
 الی ذکر الله میاید است بانضمام حدیث الاقیص هو جسد باقی ماند فقط شتر طهر اگر غور
 کند همین صورت امیر امور است در کمر آن در چه مصری نباشد که حاکم در آن خود خود بادگاه
 وقت اگر عاقل نامیب و بالضرور خواهد بود و فرق فیما بین امصار و قری و شهرها و دیهات
 نه آنچنانست که محتاج بیان باشد و در ولایت شهرها و دیهات می باشد و هر کس
 بخود استماع این الفلا معانی این الفاظ می شناسند و بجز و شاید شهر از وید تمیز میکنند
 قابل بیان اگر چه همین بود که شهری خلای از حکام نیاند خود سلطان باشد یا نائب سلطان باشد
 و در دیهات و میدانها و صحرا خواه میخواه رونق افوزی سلاطین ضروری است و نضایح
 گسری نواب شان حسب نظر برین صحرا و وید را به کیس و گدشتند و گار گذاری سرکاری

بندته اهل شهر نباشند و ازین تقریر اینم مویدا شد که جواز حبه لبه کس محل اشتراط مصرف نیست
مصرف حبه دیگر است بفرض فراهمی کعبه کثیر نیست آری بالای ضرورت مشار الیه این شرط
این فائده هم در آغوش دارد که در عطا و در شهر خالی از هیچ کثیره کمتر باشد و با اینهمه مردم شهر
اکثر ارباب فہم باشند قابلیت تعلیم چند آنکه او شان در اہل مدینہ ندارد و در مجامع کثیر اگر
ہمہ تسلیم نمی کنند بار و ازین ہم کہ کہ بدو کس او عطا و عطا در گیر و باز عطا و بند صحبت
دیگر ان ابراہ حق کشد اکنون معروضی دیگر سخن نیست خادم عرضی میکنم فہم این اشارات
از کلام بانی چون ہمہ مردم را سبب نیست و احادیث معتبرہ این معنی سجد تو از رسیدہ اند
انہام علماء مختلف شدند و عوام را گنجایش امید مغفرت بر تہا و در صورت خوب
نزدیکی عدم وجوب و یکی ہم رسید و رفتہ رفتہ کابلی نوبت تا بان رسید کہ مستصبان حضرت
عہد ترک تہا وں حجه آغاز کردند و این نہ داشتند کہ اندرین صورت بخواہد گفتنی حق تعالی
الستبجات در همچون نہ تہا جمع ضروری است بلکہ فرض ظہر ہم واجب کہ بر معنی این سلم
کہ در مجموع قطعہ فرضیہ باین معنی کہ اگر شرط از شرط مذکور فوت شدہ تا اسم او و جمیع مجموع
نماز ہا و پنجگانہ فرض است منکران کافر قایل اعتماد نیست ^{در حدیث} ^و ^{دع} ^{ما} ^{یریدک} ^{الما} ^{یریدک}
قانونی اگر بہر موقع تنگ تجویز فرمودہ و آن اینکه اگر فرضیت احد الامرین بلا تعین بقیہ
حاصل باشد بہ نسبت یکان یکان بقیہ کامل نبود بلکہ بطن باشد و در او ادا باید ادا
یک امر فارغ نتوان شدست این بدان ماند کہ مردی صدقین خرید پیدا کہ پیش شلّا فرض دیگر
بندہ خود داشتہ باشد و پس از زمانہ در از دستک افتد کہ او اگر در ہم یا فریاد از اول امر
بودن فرض و نبودن آن شکوک بود و صاحبین عالمی است و محتاج نشی میکند کہ میدہد
یا نیندہاند رسمورت اقتضای دیناری همین است کہ او کند و اگر در عدا فرض شک
است گیر و پست یاد و رو پیدی باید کہ سرد و رو پید او کند اگر صاحب حق تابع حق است

در صورت بقارقی خویش بقدری خویش خواهد گرفت باقی را با وجود خواهد فرمود چون
 درینجا هم همین صورت بوقوع آید می باید که اهل اسلام هر دو را داد کند حق تعالی حق خود را
 قبول خواهد فرمود و باقی را عوض و پس خواهد داد یعنی هر چه که فرض نبود آنرا بحساب
 نوافل خواهد گرفت از آنجا که اعطاء ثواب حسب راد و کم بر نوافل واجب است ^{بطلب}
 مکافات جانگاسی بندگان خواهد فرمود اما فرائض حقوق سرکاری اند عوض آنها بمقتضا
 ضروری نیست بلکه آنرا همچو باقی سرکاری باید پذیرفت چنانکه باقی سرکاری همچو فرض رعایا
 و جب العوض نبود همچنین فرائض و جب الثواب نباشد و نوافل را همچو حساب بازاری
 و فرض رعایا باید دانست که یک نزه هم گرمی گیرد قیمتش و عوضش داد میکنند مگر چون فرض
 قطع نظر از شرط است هم شعایر اسلام اگر از ادای نماز نتواند رادایش رود و در زمان
 کم فترت را بوجه کوفته فتمی و موت کامل مقصود شدن شرط سوجبت که جمعه شود و نه با عت
 افزایش نماز ظهر بصورت گمان این میگردان یعنی وقت اختیار تا یک جمعه و همانست
 او این نظر است او را میسرید که از نظر باز دارد تا بجهت مستقیم شوند و جمعه را قایم کنند بر اول عت
 الاختیار کفایتی او اصحابی ^{و کما قال} شعر این اختیار سنیاید دویم نظر مطلق
 خود با طاعت و حیت مردم و البته است و العز ال ان بعزل او شان گره خورده چون
 اینقدر اختیار گران بهابا و شان از زانی فرموده اند نصب امام و وعظ که حصه است از ان
 چرا که بدست شان نباشد و وعظ و امامت از کارهای امام عام است امامت مغزی و وعظ
 و عهد با امامت کبری و اولی الامر بتو دارد که نو ضعیف با نوز قوت است اگر امام موجود است
 دست بدست و گریه و اون نشاید که اجتماع دو حاکم صدقته در پر دارد و همین است
 قتل ثانی و وفار بیعت اول ارشاد رفته مگر جانبیک باشد که کسی را امام خود گردانید
 چندان در از قبایس نسبت چنانوقت امامت امام عام توان کرد تا با امامت مغزی چه پس

غرض نظر بر اختیار شار الیه همانرا نصب امام خاص بدیج اولی باید داد و اینکار از او
 باید گرفت این امامت مخالفت بشرط امام عام نباید فیجیبه پیش شرط و وقتی است که
 که از امام عام نامی نشانانی باشد تا که بالمعنی جمیع بین الخلیفتین لازم نیاید چه در صورت جوش
 اینکار شایسته است چنانکه در کتب مشهوره در موافق اشارت الطائفة قرآنی اعنی اطیعوا الرسول
 واولی الامر منکم کار امام عام بود اگر وعظ دیگر بشنوند و برابر منی دیگران کنند گویا همانرا
 اولی الامر قرار دادند و بالمعنی در نصب خلیفه اول خلیفه دیگر بنشانند لکنون که مذکورش غالبیت
 اگر وعظ دیگران بشنوند مخدوم نیست چون موافق این تقریر این شرط از میان برجات
 بشرط مصر هم بیک طرف رفت چه بشرطش لزوم بشرط شرط امیر بود آری و ظاهر الفاظ
 روایات مشهوره ضرورت مصر عام اند انداخته همین است که نامقدور رعایت مشهور
 پیش نظر ماند و اگر کسی در وجهی قائم کند دست گریانش نرند که اول این شرط طینی بود
 باز حسب تقریر مذکور ضعیف و در آن بهم رسید مگر خلجانو هنوز باقی است عرض آن قدری
 چنانکه ادای ظهر که همان را موجب تهاون در جمعه می شود همچنان این اجازت نصب امام
 خاص و اختیار استماع مواعظ و عقاب آن موجب تهاون در نصب امام عام است که گویا
 شریک میشد شاید بهمت اهل حق جمعی مشاهده بدایت اهل عصر و انبار روزگار چه
 سبک و نظر برین جمیعین الظهور و الجمیع احوط میباشد ورنه وجوب نصب امام نیاسنیاست نیست
 و پدید است که این موجب فتنی نسبت اختیار نصب امام خاص میشود این وجوب را
 بضعف میرساند نسبت آنچه که درین باره من بدان میرسد مگر نه قاضیم نه فقیهم نه مفتی
 نه که اجتهاد کنم و خلق قول من بشنوند اگر دیگران هم مصنفی شرح مذمبها ورنه کالاست
 زبون بر پیش خاوند این دفتر بی منی را بر سر من زنند و هر چه مناسبت است دانند و موافق
 اشارت علمد ربانی که از اتباع قرآن حدیث و تفسیر کنند اختیار فرمایند و این بنا بر مذکور

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
